مولانا سید حامد میاں

المحدث الرحلة الشیخ

مولانا محمد یوسف بنوری علیہ الرحمة

حضرت مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ رحمة واسعہ سے میری ملاقات اس زمانہ سے ہے جب آپ نے ٹنڈوالہ یار سے آکر مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت صرف دو کمرے بنے تھے، باقی پوری جگہ خالی تھی۔ ناہموار بھی تھی، چہار دیواری نامکمل تھی، یہ دو کمرے موجودہ مسجد کے شمالی مشرقی حصہ میں تھے۔ نیو ٹاؤن میں ایک دفعہ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب (جہانگیرہ) سے اور دوسری دفعہ مولانا کے ساتھ حضرت مولانا نافع گل صاحب رحمة اللہ علیہ سے بھی ملاقات ہوئی پھر بار ہا شرف ملاقات حاصل ہوتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی مساعی میں برکت دی اور جلد ہی اتنی عظیم مسجد اور بڑا مدرسہ جس کا کتب خانہ بھی بہت اچھا ہے، بن گیا اور بفضل خدا بہت سے ممالک بعیدہ کے طلبہ کا مرجع بن گیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا المحترم کے لئے اس صدقہ جاریہ کو قائم رکھے۔ اس کا فیض مزید عام ہو۔

یہ مختصر مضمون تاثرات کا ایک خاکہ ہے۔

حضرت مولانا خود ارشاد فرماتے تھے کہ: میرے ساتھ حق تعالیٰ کے معاملات شروع ہی سے عجیب دغریب رہے ہیں اور بالکل آغاز زندگی سے حالات سنایا کرتے تھے۔ جب حصول علم کے لئے سفر شروع کیا اور افغانستان تشریف لے گئے۔ ان کی تفصیلات شاید مولانا کے رشتہ دار حضرات جو بچپن سے حالات سے واقف ہوں، بتلاسکیں گے، لیکن ہم نے جو اپنی آنکھوں سے قدرت کا عجیب معاملہ دیکھا ہے، وہ یہ ہے کہ: ہمارے علم میں ہندو پاک و بنگلہ دیش میں بڑا مدرسہ ایسا کوئی نہیں ہے جس میں ضرورتاً زکوٰة کی تملیک کراکر اسے حوائج مدرسہ پر صرف نہ کیا جاتا ہو، لیکن حضرت مولانا کے لئے اللہ تعالیٰ نے دیگر عطیات کا جو محض بمد امداد ہوں ایسا وسیع باب

مولانا کا علمی تفوق جو ہمہ جہتی تھا بالخصوص حدیث پاک میں، پھر استغناء اور قبولیت وہبیہ دیکھتے ہوئے یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ آپ کو کسی اور سے عقید تمندانہ تعلق ہوگا، لیکن جو مولانا کے ذرا بھی قریب ہوگا اسے علم ہوگا کہ انہیں ہر اس شخص سے تعلق ہو جاتا تھا جس کے بارے میں انہیں معلوم ہو کہ وہ خدا کا صالح بندہ ہے اور ہر اس بزرگ سے عقیدت رہتی تھی جو واقعی ان کی نظر میں اہل اللہ ہو اور ان سے ایسا معاملہ فرماتے تھے کہ جیسے اپنا بزرگ تسلیم کر لیا ہو۔ باطنی استفادہ فرما رہے ہوں یا بیعت ہوں۔

ایک دفعہ مولانا سے لاہور میں ہی ملاقات ہوئی تو میں نے اثناء گفتگو دریافت کیا کہ آنجناب کا تعلق بیعت کن سے ہے؟ مولانا نے کچھ واقعات ذکر فرمائے اور بتلایا کہ: مولانا شفیع الدین صاحب نگینوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ مولانا نے اپنی بیعت کے سلسلہ میں صرف ان ہی کا اسم گرامی ذکر فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیعت کا تعلق تو ان سے ہی رہا، اگرچہ دیگر اکابر کا بے حد احترام فرماتے رہے۔

اگست ۷۴ء کی بات ہے کہ مولانا عبدالمعبود صاحب کا ذکر آیا، ان کے بارے میں کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں۔ حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں سے مترشح ہوتا تھا کہ وہ از روئے حسن ظن ان کے دعاوی کو صحیح سمجھتے ہیں۔

مولانا عبدالمعبود کا نام اور ان کی باتیں میں نے پہلے پہل اپنے ایک دوست مولانا عبدالمجید صاحب سے سنی تھیں جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں اور سکھر میں کاروبار کرتے ہیں۔ ان کی ملاقات مولانا عبدالمعبود سے سفر حج میں بحری جہاز میں ہوئی تھی۔

اس کے کچھ بعد ۱۹۶۳ء میں مولانا عبدالمعبود لاہور آئے۔ اس وقت متعدد بار ملاقات ہوئی اور خود ان سے بالمشافہ باتیں کرنے کا موقع ملتا رہا۔ مولانا سے میں نے ان کی عمر کے بارے میں خود دریافت کیا اور یہ بھی معلوم کیا کہ آپ سے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ علیہ عمر میں بڑے تھے یا آپ؟ انہوں نے کہا کہ: حاجی صاحب مجھ سے کم از کم دس یا بارہ تیرہ سال بڑے تھے، لیکن خود اپنی موجودہ عمر جو موصوف بتلاتے تھے اس حساب سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک مولانا سے چھوٹی بنتی تھی۔ مولانا کی بتلائی ہوئی عمر اس وقت ہفتہ وار ''چٹان'' میں چھپی تھی۔ اس سے اگلے سال پھر چٹان میں موصوف کے بارے میں مضمون چھپا، اس میں ایک سال نہیں، بلکہ کئی سال عمر زیادہ چھپی۔ نیز حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اکابر مشائخ دیوبند کے متوسلین کی رائے مولانا عبدالمعبود کے بالکل خلاف تھی، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے شکوک ذکر کروں۔ میں نے عرض کیا کہ: مولانا عبدالمعبود کی باتیں متضاد ہوتی ہیں، اس لئے ان کے بارے میں تردد پیدا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ان کی باتیں حقائق کے بالکل برعکس ہوتی ہیں، مثلاً یہ کہ:

وہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہما کے ساتھ شریک مشورہ اور پھر شریک جہاد رہے ہیں اور بعد میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلقات کا بھی اظہار فرماتے ہیں اور یہ کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی وغیرہ۔ وہ ذکر فرماتے تھے کہ: ایک مرتبہ وہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بریلی میں احمد رضا خان سے ملانے کے پروگرام سے لے گئے تھے۔ ادھر ہمارے اکابر نے ایسے سب رجال کار کا ذکر کر دیا ہے، جنہوں نے ذرا بھی ایسے کاموں میں حصہ لیا ہو اور سب ضبط تحریر میں آچکا ہے، ایسا اہم شخص جوان اکابر کے ساتھ شریک معرکہ بھی رہا ہو بقید حیات ہو، سفر بھی بکثرت کرتا رہتا ہو' بلکہ سیاح ہو، حضرت شیخ الہند اور حضرت مولانا خلیل احمد رحمہما اللہ سے ان کی ملاقات بھی رہی ہو تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شیخ الہند اور حضرت سہارنپوری کے عظیم المرتبت اور جلیل القدر خدام میں سے کوئی بھی واقف نہ ہو، کوئی تو ذکر کرتا یا پہچانتا۔ میں نے حضرت مولانا عزیر گل صاحب مدظلہم العالی سے دریافت کیا کہ جناب انہیں جانتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا کبھی حضرت شیخ الہند سے یا اپنے کسی بزرگ سے ان کا ذکر سنا ہے یا نہیں؟ تو حضرت کا جواب آیا کہ:

''نہ میں شخص مذکور سے واقف ہوں' نہ ان کے بارے میں کبھی کسی سے کچھ سنا۔''

اسی طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب اور حضرت والد صاحب (مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ) جو اس قافلہ مجاہدین' بلکہ تحریک ولی اللہی کے سب سے بڑے مؤرخ ہیں۔ ان سے بالکل ناواقف ہیں، وہ بھی قطعی لاعلمی کا اظہار فرماتے ہیں۔ موصوف کی یہ بے اصل باتیں بہت مشہور ہوگئی ہیں اور باعث اعتراض ہیں۔ حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ بہت متاثر ہوئے اور ان دلائل سے اتفاق کیا۔

ایک دفعہ حضرت مولانا سے حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ: ان کے علم میں خداوند کریم نے بہت برکت دی تھی کہ بہت قریبی جگہ سے جدھر خیال بھی نہ جاتا تھا' استدلال فرمالیتے تھے۔

آخری بار مدرسہ میں تشریف آوری کے موقع پر حضرت مدنی رحمہ اللہ کا ذکر خیر آیا تو بہت عظیم کلمات ارشاد فرمائے کہ ''وہ اللہ کے ایسے مقبول بندے تھے کہ ان کی ناراضگی خدا کی ناراضگی اور ان کی خوشنودی خدا کی خوشنودی تھی۔'' من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ' کے بعد حضرت مولانا السید اسعد صاحب مدظلہم سے بہت تعلق رہا۔ اسی داعیہ محبت کے تحت انہیں دوبار اپنے یہاں بلایا اور سال گزشتہ مولانا السید ارشد صاحب کے پاکستان آنے کا انتظام فرمایا۔

ان حضرات کو اور خود حضرت مولانا المرحوم کو حضرت مولانا عزیر گل صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے (المتوطن، سخا کوٹ، مالا کنڈ ایجنسی) ان کی قابل رشک نسبتہائے عالیہ کی بناء پر عقیدت ہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ان ہر دو حضرات کے لئے سخا کوٹ کے ویزا کا اہتمام فرمایا اور ان کی تشنگی بجھائی۔ جزاہ اللہ خیرا۔

جامعہ مدنیہ میں مولانا کی تشریف آوری سب سے پہلے ۱۹۶۲ء کے قریب ہوئی تھی، اس زمانہ میں مدرسہ مسلم مسجد اور مسجد نیلا گنبد میں تھا۔ طلبہ کی رہائش ان دونوں جگہ کے علاوہ نیلا گنبد میں ایک کرایہ کے مکان میں بھی تھی۔ مولانا کو ختم بخاری شریف کے لئے بلایا گیا تھا پھر خدا نے کیا مدرسہ کی اپنی عمارت کریم پارک میں بننی شروع ہوئی۔ فروری ۶۶ء میں طلبہ و مدرسین یہاں آ گئے۔ اسی سال آغاز موسم سرما میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی دعوت پر ایک جلسہ میں لاہور تشریف لائے اور ایک شب جامعہ میں گزاری، میں کراچی میں تھا۔ یہ اطلاع ملی تو دلی مسرت ہوئی۔ اس کے بعد متعدد بار تشریف آوری ہوئی۔

اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کو مغفرت سے نوازے اور اعلیٰ علیین میں مقام عالی نصیب کرے اور امت مسلمہ کو آپ کا بدل عطا فرمائے۔ آمین